

شہداء اللہ تعالیٰ کے پاس جنت میں زندہ ہیں

قبروں میں نہیں

www.sirat-e-mustaqeem.net

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ
شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّهُ
فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

اما بعد، بہت سے لوگ قبروں پر جانے کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ ہم وہاں مانگنے کیلئے نہیں
جاتے بلکہ ان بزرگوں سے اپنے حق میں دُعا کروانے جاتے ہیں اب اگر ان سے کہا جائے کہ اگر بزرگوں کی
دُعاؤں کو وسیلہ بنانا ہی ہے تو اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اُن کی زندگی میں اُن سے دُعا کروادو، دُنیا سے چلے
جانے کے بعد یہ بات صحیح نہیں ہے تو فوراً شہداء کی زندگی اور اُن کے رزق کا ذکر شروع ہو جاتا ہے کہ تم ان
بزرگوں کو مردہ کہتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں شہداء کو زندہ کہتا ہے اور ان کو مردہ کہنے سے منع کرتا ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ قرآن میں جو حیاتِ شہداء کی آیتیں آئی ہیں وہ اس لئے نہیں آئی ہیں کہ
شہداء کو وسیلہ بنایا جائے یا اُن کو پکارا جائے بلکہ وہ یہ بتانے آئے ہیں کہ مومن کا یہ فرض ہے کہ ایمان کا بول
بالا کرنے کے لئے اپنا آخری قطرہ خون تک نچھاور کر دے۔ باطل کے ہاتھ مین ہاتھ دینے کی بجائے اپنا سر
دینے پر تیار رہے اور اگر اس راہ میں اُس کا مالک اُس کی یہ قربانی قبول فرمائے تو وہ یقین رکھے کہ اس دُنیاوی
زندگی سے گزرنے کے فوراً بعد... اور قیامت سے پہلے ہی وہ جنتوں کی نعمتوں سے مالا مال کر دیا جائے
گامی بات ہے سورۃ بقرہ میں اس طرح بیان کی گئی ہے:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ ۚ وَلَكِنْ لَا
تَشْعُرُونَ۔ (سورۃ البقرہ، آیت ۱۵۴)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے جائیں ان کو مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں ان کی زندگی کا
شعور نہیں ہوتا۔

اوپر کی آیت سورۃ بقرہ کی ہے اس کے بعد کی آیتیں جو جنگ احد کے بعد سورۃ آل عمران
میں نازل ہوئیں صاف بتاتی ہیں کہ یہ زندگی دُنیا میں قبروں کے اندر زندہ درگور قسم کی نہیں بلکہ جنت میں عیش
و آرام کی زندگی ہے۔

شہداء اللہ تعالیٰ کے پاس جنت میں زندہ ہیں قبروں میں نہیں
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ ۚ عِنْدَ رَبِّهِمْ
يُرْزَقُونَ۔ (آل عمران، آیت ۱۶۹)

ترجمہ: جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں اُن کو مردہ نہ سمجھو وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں اور اپنے رب کے
پاس رزق پا رہے ہیں۔

اس طرح سے صاف بتلادیا گیا کہ شہداً ”عِنْدَ رَبِّهِمْ“ اپنے رب کے پاس ہیں اور وہاں رزق پارہے ہیں ان قبروں کے اندر زندہ نہیں۔ ان کی زندگی برزخی ہے دنیاوی نہیں۔ اب یہ سارے واضح دلائل اپنے خلاف موجود پانے کے بعد دوسرا رخ اختیار کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ چونکہ یہ زندہ ہیں اس لئے اس دنیا میں بھی آتے جاتے رہتے ہیں لیکن اگر صحیح علم ہوتا تو شاید یہ بات نہ کہی جاتی کیونکہ حدیث میں صاف صاف آگیا ہے کہ جنت سے نہ تو شہداً کی رُو حیں ہی اس دنیا میں واپس آسکتی ہیں اور نہ خود شہداً اپنے جسم کے ساتھ۔

شہداً نہ تو رُو حانی طور پر اور نہ جسمانی طور پر اس دنیا میں واپس آسکتے ہیں۔

ابوداؤد کی روایت ہے:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا صَحْبَهُ إِنَّهُ، لَمَّا أُصِيبَ إِخْوَانُكُمْ يَوْمَ أُحُدٍ جَعَلَ اللَّهُ أَرْوَاحَهُمْ فِي جُوفِ طَيْرٍ خَضِرٍ تَرُدُّ أَنْهَارَ الْجَنَّةِ، تَأْكُلُ مِنْ ثَمَرِهَا وَتَأْوِي إِلَى قَنَادِيلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوا طَيْبَ مَا كِلَهُمْ وَمَشْرِبِهِمْ وَمَقِيلِهِمْ قَالُوا مَنْ يُبَلِّغُ إِخْوَانَنَا عَنَّا أَنَّنَا أَحْيَاءُ فِي الْجَنَّةِ لَنَلَّا يُذْهِدُوا فِي الْجَنَّةِ لَا يَنْكَلُوا عِنْدَ الْحَرْبِ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءُ ۖ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ۔ (راویہ ابوداؤد، مشکوٰۃ، صفحہ ۳۳۵)

ترجمہ: عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ جب تمہارے بھائی اُحد کے دن شہادت سے ہمکنار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رُو حوں کو اُڑنے والے سبز قالبوں میں ڈال دیا اور انہوں نے جنت کی نہروں پر آنا جانا شروع کر دیا۔ وہ جنت کے پھل کھانے لگے اور عرش کے نیچے لٹکی ہوئی سونے کی قندیلوں میں آرام کرنے لگے۔ جب اس طرح انہوں نے کھانے پینے اور آرام کرنے کی آسائش مہیا پائیں تو آپس میں کہا کہ کون (دنیا میں) ہمارے بھائیوں تک ہمارے بارے میں یہ بات پہنچائے گا کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تاکہ وہ جنت سے بے رغبتی نہ برتیں اور جہاد کے وقت کم ہمتی نہ دکھائیں پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے بارے میں یہ بات پہنچا دوں گا۔ پھر مالک نے (سورۃ آل عمران کی) یہ آیتیں نازل کیں کہ ”جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں اُن کو مردہ نہ سمجھو وہ حقیقت میں زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق پارہے ہیں۔“

یہ بات کہ جنتوں میں زندگی کس جسم کے ساتھ ہے تو اسکی تفصیل امام مسلم نے یوں بیان کی ہے۔

وحد ثنا يحيى بن يحيى وابوبكر بن ابي شيبة كلاهما عن ابي معاوية ح قال وحد ثنا اسحاق بن ابراهيم قال انا جريرو عيسى بن يونس جميعا عن الاعمش ح قال وحد ثنا محمد بن الله بن نمير واللفظ له قال نا أسباط وابو مغوية قالانا الا عمش عن عبدالله بن مره عن مسروق قال سالنا عبدالله عن هذه الآية ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون قال اما انا قد سالنا عن ذلك فقال اروا هم في جوف طير خضر لها قناديل معلقة بالعرش تسرح من الجنة حيث شاءت ثم تاوي الى تلك القناديل فاطلع اليهم ربهم اطلاعة فقال هل تشتهون شيئا قالوا اي شئ نشتهي ونحن نسرح من الجنة حيث شئنا ففعل ذلك بهم ثلاث مرات فلما راوا انهم لن يتركوا من ان يسألوا قالوا يا رب نريد ان نرؤا ارواحنا في اجسادنا حتى نقتل في سبيلك مرة اخرى فلما رأى ان ليس لهم حاجة تركوا۔ (مسلم جلد ۲، صفحہ ۱۳۵)

ترجمہ: مسروق نے کہا کہ ہم نے عبد اللہ بن مسعود سے قرآن کی اس آیت ولا تحسبن الذين قُتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے اس آیت کے بارے میں رسول اللہ سے دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ شہداء کی رُوحيں سبز اُڑنے والے قابلوں میں ہیں اور اُن کے لئے قندیلیں عرش الہی سے لٹکی ہوئی ہیں۔ وہ جنت میں جہاں چاہیں گھومتے پھرتے ہیں اور پھر ان قندیلوں میں آکر بسیرا کرتے ہیں۔ ان کی طرف اُنکے رب نے جہانکا اور ارشاد فرمایا کہ کسی اور چیز کی تمہیں خواہش ہے شہداء نے جواب دیا کہ اب ہم کس چیز کی خواہش کر سکتے ہیں، جب ہمارا یہ حال ہے کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مزے کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح تین بار ان سے یہی دریافت کیا اور شہداء نے دیکھا کہ جب تک وہ کسی خواہش کا اظہار نہ کریں گے اُن کا رب اُن سے برابر پوچھتا رہے گا تو انہوں نے کہا مالک ہماری تمنا یہ ہے کہ ہماری رُوحوں کو پھر ہمارے جسموں میں واپس لوٹا دیا جائے اور ہم دوسری بار تیری راہ میں شہید کئے جائیں۔ اب مالک نے دیکھ لیا کہ اُنہیں کسی اور چیز کی خواہش نہیں تو پھر اُن سے پوچھنا چھوڑ دیا۔ (ترجمہ عبارت صفحہ ۱۳۵-۱۳۶، مسلم جلد ۲، مطبوعہ دہلی)

امام مسلم نے یہ حدیث لاکر بہت سی باتیں بیان کر دیں۔ شہید کو نیا اُڑنے والا جسم ملتا ہے جس میں اُس کی روح ڈال دی جاتی ہے اور وہ اس جسم کے ساتھ جنت کے عزوں میں خوش و خرم رہتا ہے۔ شہید کا مالک اپنے عرش کے اوپر سے اس پر التفاتِ خسروانہ فرمانے کے بعد گفتگو بھی کرتا ہے اور اپنی خواہشات اور تمناؤں کے اظہار پر اصرار بھی، مگر جب وہ یہ آرزو کرتا ہے کہ اُس کی روح کو اُس کے دنیاوی جسم میں واپس لوٹا دیا جائے تاکہ وہ ایک بار پھر اس کی راہ میں جہاد کر کے شہادت کی سعادت مندی حاصل کرے تو اس کا مالک اپنی سنت کو نہیں بدلتا اور اس کی اس خواہش کو پورا نہیں کرتا جس کے اظہار کا خود اُس نے اس سے بار بار تقاضہ کیا تھا۔

شہید جنت میں بھی زندہ ہے اور اپنے مالک کے پاس کھاتا پیتا بھی۔ معلوم ہوا کہ شہید اپنی دنیاوی قبر میں دنیاوی جسم کے ساتھ نہیں بلکہ نئے برزخی جسم کے ساتھ جنت الفردوس میں زندہ ہے۔ نبی ﷺ اپنی دنیاوی مدینہ والی قبر میں زندہ نہیں بلکہ برزخ میں جنت الفردوس سے بھی بلند و بالا مقام پر زندہ ہیں۔

حدیث بخاری

امام بخاریؒ قبر میں حیات النبیؐ کے رد کیلئے حسب ذیل حدیث لاکر ثابت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی قبر میں زندہ نہیں بلکہ جنت کے اعلیٰ ترین مقام پر زندہ ہیں۔ اس طویل حدیث کا آخری حصہ یہ ہے

ترجمہ: (نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ) میں نے کہا کہ تم دونوں مجھے رات بھر گھماتے پھراتے رہے۔ اب بتاؤ کہ میں نے جو کچھ دیکھا وہ سب ہے کیا؟ دونوں نے کہا۔ بہتر۔ وہ شخص جس کو آپ نے دیکھا کہ اُس کے گال پھاڑے جا رہے ہیں وہ کذاب تھا۔ جھوٹی بات بیان کرتا تھا اور اُس بات کو لوگ لے اُڑتے تھے یہاں تک کہ ہر طرف اس کا چرچا ہوتا تھا۔ تو اُس کے ساتھ جو آپ نے ہوتے دیکھا ہے وہ قیامت تک ہوتا رہے گا اور جس کو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا تھا یہ وہ شخص تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تھا لیکن وہ راتوں کو قرآن سے غافل سوتا رہا اور دن کو اُس کے مطابق عمل نہ کیا۔ یہ عمل قیامت تک اُس ساتھ ہوتا رہے گا اور جن کو آپ نے سوراخ میں دیکھا تھا وہ زنا کار تھے اور جس کو آپ نے دریا میں دیکھا وہ سود خور تھا اور وہ شیخ جو درخت کی جڑ کے پاس تھے وہ ابراہیم علیہ السلام تھے اور بچے جو اُن کے ارد گرد تھے وہ انسانوں کی اولاد تھے اور جو آگ بھڑکا رہے تھے وہ مالک داروغہ جہنم تھے اور وہ پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے تھے وہ عام مومنین کا گھر تھا۔ اور یہ گھر شہدائے گھر ہیں۔ اور میں جبرائیل ہوں اور یہ میرے ساتھی میکائیل ہیں۔ ذرا اپنا سر اُپر تو اٹھائیے۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے اپنے سر کے اوپر ایک بادل سا دیکھا۔ ان دونوں نے کہا کہ یہ آپ کا مقام ہے۔ میں نے (نبی ﷺ نے) کہا کہ مجھے چھوڑو کہ میں اپنے گھر میں داخل ہو جاؤں۔ اُن دونوں نے کہا کہ ابھی آپ کی عمر کا کچھ حصہ باقی ہے جس کو آپ نے پورا نہیں کیا ہے اگر آپ اُس کو پورا کر لیں تو اپنے اس گھر میں آ جائیں گے۔ (صحیح بخاری، جلد ۱، صفحہ ۱۸۵، مطبوعہ دہلی)

اس طرح امام بخاریؒ نے ثابت کر دکھایا کہ وفات کے بعد نبی ﷺ عائشہؓ کے حجرہ والی قبر میں نہیں بلکہ جنت کے سب سے اچھے گھر میں زندہ ہیں۔ بخاریؒ کی اس حدیث سے بہت سی باتیں سامنے آ گئیں۔ نبی ﷺ وفات کے بعد مدینہ منورہ کی قبر میں نہیں بلکہ شہداء کی جنت الفردوس سے بھی اچھی جگہ (الوسیلہ) کے اس مقام پر زندہ ہیں جو جنت الفردوس سے اوپر اور عرش الہی سے نیچے سب سے بلند و بالا مقام ہے۔ اور اسی بات کی مزید تاکید کے لیے کہ نبی ﷺ کو جنت میں زندہ ہونے کے بجائے جو لوگ مدینہ کی قبر میں زندہ مانتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ بخاریؒ ایک اور حدیث متعدد مقامات پر اپنی کتاب صحیح بخاری میں لائے ہیں۔

بابُ دُعَا النَّبِيِّ ﷺ اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُروَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ وَهُوَ صَحِيحٌ "لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يُرَى مُقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فُخْذِي غَشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةٌ ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى قُلْتُ إِذَا لَا يَخْتَارُنَا وَعَلِمْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيحٌ قَالَتْ فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اللَّهُمَّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى بَابُ الدُّعَاءِ بِالْمَوْتِ وَ الْحَيَاةِ حَدَّثَنَا - (بخاری، جلد ۲، صفحہ ۹۳۹ مطبوعہ دہلی)

ترجمہ: باب۔ نبی ﷺ کی دعا اللّٰهُمَّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى..... سعید بن مسیبؒ اور عروہ بن الزبیرؒ اور بہت سے اہل علم بیان کرتے ہیں کہ عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تندرستی کے زمانہ میں فرمایا کرتے تھے کہ کسی نبی کو کبھی بھی وفات نہیں دی جاتی جب تک اسے جنت میں اس کا مقام دکھائیں دیا جاتا۔

مقام دکھا دیئے جانے کے بعد اس کو انتخاب کا موقع دیا جاتا ہے (کہ چاہے دینا میں رہے اور چاہے تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ترجیح دے) پس جب آپؐ کا آخری وقت آیا اور اس حال میں کہ آپؐ کا سر میرے زانو پر تھا، آپؐ کو تھوڑی دیر کے لیے غش آ گیا۔ پھر آپؐ ہوش میں آئے اور نگاہیں اوپر چھت کی طرف گاڑ دیں اور کہا ”اللّٰهُمَّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى“ (اے مالک الرفیق الاعلیٰ) پس میں نے کہا، یہ کہنے کے بعد اب آپؐ ہم دنیا والوں (کی رفاقت) کو اختیار نہ کریں گے۔ میں نے جان لیا کہ جو بات آپؐ فرمایا کرتے تھے اُس کو صحیح ثابت ہونے کا وقت آ گیا۔ عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری کلمہ جس کے بعد آپؐ نے کوئی بات نہ کی یہی کلمہ اللّٰهُمَّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى تھا۔ (ترجمہ

عبارت: بخاری، جلد ۲، صفحہ ۹۳۹ مطبوعہ دہلی)

بخاری نے اس طرح واضح کر دیا کہ جو لوگ نبی ﷺ کو اپنی مدینہ والی قبر میں زندہ مانتے ہیں وہ گویا یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی رفاقت کے بجائے دنیا والوں کی رفاقت کو ترجیح دی تا کہ دنیا والوں کا قبر کے پاس پڑھا ہوا درود و سلام سنیں اور اُس کا جواب دیں۔ یہ عقیدہ صرف یہی نہیں کہ باطل ہے بلکہ ان لوگوں نے اپنی غلط بات ثابت کرنے کے لئے نبی ﷺ کو زندہ درگور تک کر دکھایا ہے۔

اسی طرح قبر پرستی کی بنیاد فراہم کرنے اور نبی ﷺ کو مدینہ منورہ کی قبر میں زندہ ثابت کرنے کے لئے قبر نبویؐ کی زیارت کی فضیلت کی منکر اور موضوع روایتوں کو دلیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ ان روایتوں کا حال بھی سن لیجئے۔

قبر نبویؐ کی زیارت کی فضیلت کی بناوٹی روایتیں

مَنْ زَارَ قَبْرِي حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ۔ (راوۃ البزار فی مُسنَدہ)

ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کیلئے میری شفاعت لازم ہوگئی۔

سند یوں لائے ہیں۔

حد ثنا قتیبہ حد ثنا عبد اللہ بن ابراہیم حد ثنا عبد الرحمن بن زید
عن ایبہ عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال مَنْ زَارَ قَبْرِي حَلَّتْ لَهُ
شَفَاعَتِيْ۔

یہ روایت ائمہ حدیث کے نزدیک ضعیف اور منکر ہی نہیں بلکہ موضوع کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے اس کے اندر عبد اللہ بن ابراہیم ہے جو ابو عمر والغفاری کا بیٹا ہے اور یہ ایسا راوی ہے جو منکر روایتیں بیان کرتا تھا اور بعض ائمہ حدیث نے اس کو کاذب (جھوٹا) اور وضاع الحدیث (جھوٹی روایتیں بنانے والا) کہا ہے۔ امام ابو داؤد کا قول کہ یہ شیخ (راوی) منکر الحدیث ہے امام الدارقطنی کہتے ہیں کہ اس کی روایتیں منکر ہوتی ہیں اور امام الحاکم کہتے ہیں کہ عبد اللہ ثقات (سچے) راویوں کے نام سے گھڑی ہوئی روایتیں بیان کرتا ہے اور اس کے دوسرے ہم سبق ان جھوٹی روایتوں کو بیان نہیں کرتے خود امام البزار اس روایت کو بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابراہیم کی اس روایت اور دوسری روایتوں کو کوئی دوسرا بیان نہیں کرتا۔ (میزان الاعتدال، جلد ۲، صفحہ ۲۰-۲۱)

یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ احادیث کرنے جمع کرنے والے امام کبھی کبھی صحیح حسن ضعیف موضوع ساری قسم کی روایتوں کو امت کی معلومات کے لیے لکھ دیتے ہیں اور اس کے بعد جو ان روایتوں کی حیثیت ہوتی ہے اس کو بھی بیان کر دیتے ہیں ظلم تو وہ کرتے ہیں جو روایت تو لکھ دیتے ہیں مگر جو تبصرہ محدث نے کیا تھا اس کو چھوڑ جاتے ہیں اس طرح سے امت کی گمراہی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے زیارت قبر نبویؐ کے سلسلہ کی ساری روایتوں کا یہی حال ہے مثلاً یہ روایت کہ قبر کے پاس پڑھے جانے والے درود و سلام کو نبیؐ خود سنتے ہیں اور دور سے پڑھے جانے والے کو فرشتے آپؐ کی قبر میں آپؐ تک پہنچا دیتے ہیں

یوں ہے:

قال احمد بن ابراهيم بن ملحان حد ثنا العلاء بن عمرو حد ثنا محمد بن مروان عن الامام عمن عن ابی هريره قال قال رسول الله ﷺ من صلى على عند قبري سمعته ومن صلى على نائياً من قبري ابلغته۔ (رواه عقيلي وقال لا اصل له)

ترجمہ! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو میری قبر کے قریب درود پڑھے تو میں سنتا ہوں اور جو قبر سے دور مجھ پر درود پڑھے وہ مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے امام عقیلی نے اس کو روایت کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ بے اصل ہے اس روایت میں محمد بن مروان کا تفرّد ہے اور محمد بن مروان متروک الحدیث ہے جریر کا کہنا ہے کہ محمد بن مروان کذاب ہے عقیلی کا قول ہے کہ ابن نمیر کہتے تھے کہ محمد بن مروان الکھمی کذاب ہے امام نسائی اس کو متروک الحدیث کہتے ہیں اور صالح کہتے ہیں کہ وہ روایات گھڑا کرتا ہے، ابن حبان کہتے ہیں وہ ان لوگوں میں سے ہے جو موضوع روایات بیان کرتے ہیں۔ اسی مضمون کی ایک دوسری روایت ابو ہریرہ کے بجائے عبد اللہ بن عمرؓ سے ہے اور اس میں وہب ابن وہب ابو الجتری القاضی ہے اور سارے اہل علم اس کو ”کذاب“ اور ”وضاع“ کہتے ہیں۔ (میزان الاعتدال، جلد ۳، صفحہ ۱۱۳۲۔ ۲۷۸)

حیات النبی ﷺ کا عقیدہ شرک کی جڑ ہے

نبی ﷺ کی وفات پر سب سے پہلے جو مسئلہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُٹھا وہ یہی مسئلہ تھا کہ اللہ کے رسولؐ کو موت آگئی یا نہیں آخر یہ مسئلہ کیسے نہ اٹھتا جبکہ موت کے بعد دنیاوی زندگی کا عقیدہ ہی تو شرک کی جڑ ہے شکر ہے کہ اسی وقت اس بات کا فیصلہ بھی ہو گیا اور صحابہ کرامؓ کا اجماع بھی کہ نبی ﷺ وفات پا گئے اب دنیا میں زندہ نہیں ہیں اور یہ اولیاء اللہ کے سردار ابو بکر صدیقؓ کی اس بات کے بعد کہ جو محمد ﷺ کا پیاری تھا اس کو معلوم ہو کہ محمد ﷺ کو تو موت آگئی اور جو اللہ تعالیٰ کو پوجتا تھا وہ جان لے کہ اللہ زندہ جاوید ہے اسے موت نہیں عمرؓ کو غم تھا کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور میں کلامہ کے مسئلہ کے بارے میں پوری تفصیل دریافت نہ کر سکا۔

لوگو! اللہ تعالیٰ کا فرمان نبی کا ارشاد اور صحابہ کرامؓ کا اجماع تمہارے سامنے ہے۔ مگر تم کہتے ہو کہ نہیں نبیؐ اپنی قبر میں زندہ ہی نہیں بلکہ دنیا میں آتے جاتے بھی رہتے ہیں افسوس کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے ”الحی“ تراش لئے اور ان کی بات نہ مانی صحابہ کرامؓ اپنے نبیؐ پر جان چڑھتے تھے۔ اگر ان کو خیال تک ہوتا کہ ان کے نبیؐ زندہ جاوید ہیں تو وہ کبھی ان کا خلیفہ منتخب نہ کرتے نہ اپنے نبیؐ کی تجہیز و تکفین کرتے نہ ان کو قبر میں اتارتے نہ اجتہاد کی کوئی ضرورت پیش آتی اور نہ رجال کی چھان بین اور احادیث کی تحقیق میں محنت صرف کرنا پڑتی جب بھی جس چیز کی ضرورت ہوتی قبر پر پہنچ کر دریافت کر لیتے ابو بکرؓ امداد

کے موقع پر وہاں سے راہنمائی حاصل کرتے، عمر قحط کے وقت، عثمانؓ فتنہ اور عائشہؓ اور علیؓ جنگ جمل اور صفین کے موقع پر دراصل یہ ظلم یوں ہوا کہ ایک مدت گزر جانے کے بعد فن دینداری کے ماہروں نے اپنا پیشہ چکانے کے لئے ہندوؤں کی طرح دیوتاؤں اور دیویوں کی فوج تیار کر کے ان کے گرد ایک عظیم الشان دیو مالا کا تانا بانا بن دیا پھر اسلامی کاشی اور متھرا وجود میں آئے اور مسلمان گنیشوں اور مرلیوں نے جنم لیا کھڑے پتھروں کی جگہ پڑے پتھروں نے قبروں کی شکل میں اپنے استھان بنائے اور درشن کا نام بدل کر ”زیارت“ رکھا گیا پر نام کی جگہ سلام نے لے لی۔ ڈنڈوت نے سجدہ تعظیمی کا جامہ پہنا۔ پھیروں کی بجائے طواف ہونے لگے پر شاد تہرک بن گیا۔ بھجن نے قوالی کا روپ دھار لیا اور یہ موجودہ ”دین“ وجود میں آیا پھر ہزاروں قیدی بنے لاکھوں کی عصمتیں برباد ہوئیں لا تعداد لاشے تڑپے۔ نو نہالوں کا خون چوس چوس کر یہ دھرتی سیراب ہوئی مگر اس نئے دین کی بہاروں کا ایک پھول نہ کھلایا۔

قبر میں مردہ کے زندہ ہو جانے کا عقیدہ ہی تو قبر پرستی کی جڑ ہے پہلے نبیؐ کو قبر میں زندہ کیا گیا پھر دوسروں کو اور انجام یہ ہوا کہ ہر گلی کوچے میں اللہ کے گھر کی طرح نقلی کعبے بنائے گئے عرس کے نام سے اُن کا حج ہونے لگا اور خلقت اُن پر ٹوٹ پڑی حالانکہ نبی ﷺ نے خود اپنی قبر پر میلہ لگانے سے اُمت کو اپنی زندگی میں منع فرما دیا تھا۔

آئیے آگے بڑھیں

اور اُمت کو موجودہ روش کی بد انجامی سے باخبر کیجئے کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور آج کے بھٹکے ہوؤں کو ایمان خالص سے سرفراز فرما کر رنگ جہاں بدل ڈالے۔